محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صفات باری تعالیٰ کے مظہر اتم ہیں

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۰؍نومبر ۱۹۷۸ء بمقام مسجد اقصیٰ ربوہ)

تشہّد و تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے درج ذیل آیات قرآنیہ کی تلاوت فرمائی:-

يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ○ هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۚ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۙ (الجمعة:۲،۳)

پھر حضور انور نے فرمایا:-

اس کائنات کی ہر چیز کو خدا تعالیٰ نے پیدا کیا ہے اور ہر چیز کے اندر اس نے غیر محدود صفات رکھی ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس مضمون کو بہت کھول کر بیان کیا ہے کہ ہر وہ چیز جو اللہ تعالیٰ کے دستِ قدرت سے پیدا ہوئی ہے اس کے خواص غیر محدود ہیں اور انسان ان کا احاطہ نہیں کرسکتا یہاں تک کہ خشخش کے ایک دانے کے اندر بھی اللہ تعالیٰ نے جو خواص رکھے ہیں انسان ان کا شمار بھی نہیں کرسکتا اس لئے کہ خدا تعالیٰ کی غیر محدود صفات کے جلوے ہر آن اس کی مخلوقات پر ظاہر ہو رہے ہیں اور ہر چیز جو خدا تعالیٰ نے پیدا کی ہے اس میں اس نے یہ بنیادی خاصیت رکھی ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کی صفات کے جلووں سے اثر قبول کرتی ہے

اور چونکہ ہر چیز خدا تعالیٰ کی صفات کے جلووں سے اثر قبول کرتی ہے اور خدا تعالیٰ کی صفات کے جلوے غیر محدود ہیں اس لئے اس کی پیدا کردہ ہر شے کے خواص بھی غیر محدود ہیں۔

ان آیات میں ہمیں یہ بتایا گیا ہے کہ دنیا کی کوئی چیز لے لو وہ خدا تعالیٰ کی بزرگی اور اس کی پاکیزگی کو بیان کر رہی ہے اور سوائے اس کے کسی اور کی بادشاہت کو قبول نہیں کر رہی۔ خدا تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی وجود نہیں جس کی صفات کے جلووں کا اثر اس دنیا کی کسی بھی شے نے کسی رنگ میں بھی قبول کیا ہو، اگر قبول کیا ہے تو صرف خدا تعالیٰ کی صفات کے جلووں کا اثر قبول کیا ہے اس واسطے کہ وہی ان کا بادشاہ ہے۔

پھر بتایا کہ ہر چیز جو خدا نے پیدا کی ہے وہ یہ ثابت کرتی ہے کہ خدا پاک ہے اور تمام خوبیوں کا مالک ہے اس لئے کہ جو چیزیں اس نے پیدا کی ہیں وہ جن اغراض کے لئے پیدا کی ہیں ان اغراض کو پورا کرنے کے لئے تمام خوبیاں اور تمام طاقتیں ان کے اندر پائی جاتی ہیں اس لئے جس منبع سے وہ نکلی ہیں اس کے متعلق بھی ماننا پڑے گا کہ وہ قدوس ہے کیونکہ اس کی پیدا کردہ مخلوق کے اندر یہ پاکیزگی پائی جاتی ہے کہ اس کا اثر بد نہیں بلکہ پاک ہے۔ قرآن کریم نے یہ اعلان کیا ہے کہ خدا تعالیٰ کی مخلوق میں سے کسی چیز کا بھی اس دنیا میں بد اثر نہیں۔ ہم خود اس کے غلط استعمال سے نقصان اٹھالیں تو یہ اور بات ہے یہ استعمال کرنے والے کی بدی ہے اس شے کی بدی نہیں۔

قرآن کریم کا اعلان یہ ہے کہ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا مِّنْهُ (الجاثیہ:۱۴) یعنی بغیر استثنا دنیا کی ہر چیز کو انسان کی خدمت پر لگایا گیا ہے اگر انسان خود خدمت نہ لے یا غلط خدمت لے لے تو اس میں خادم کا تو قصور نہیں۔ ”خشخاش“ کا ایک دانہ اور ہمالیہ کا یہ پہاڑ اور سورج کا یہ خاندان (جس میں سے ایک زمین بھی ہے جو سورج سے فائدہ اٹھا رہی ہے) یہ سب کے سب انسان کی صحیح خدمت کے لئے پیدا کئے گئے ہیں اور دنیا میں کوئی شخص ایسا نہیں جو یہ دعویٰ کر سکے کہ کوئی چیز ایسی بھی ہے جو انسان کی خدمت کی اہلیت نہیں رکھتی اور اس کا کوئی فائدہ نہیں ہے خواہ اس کا صحیح استعمال کیا جائے انسان کو اس سے فائدہ نہیں ہوگا۔ اس لئے کہ ہم یہ ثابت کریں گے کہ خود دنیا نے تحقیق

کر کے یہ ثابت کیا ہے کہ جن چیزوں کے متعلق بعض لوگوں کو یہ وہم تھا کہ وہ انسان کے فائدہ کے لئے نہیں ہیں ان میں بھی فوائد ہیں۔ مثلاً سانپ اور اس کا زہر ہے۔ بعض لوگ تو سانپ کا لفظ سن کر بھی چھلانگ لگا کر چارپائی پر چڑھ جاتے ہیں۔ اتنا ڈرتے ہیں اس سے لیکن سانپ کے زہر میں بھی انسان کے لئے بے شمار فوائد رکھے ہیں اور انسان نے تحقیق کر کے ان میں سے بعض فوائد کا علم بھی حاصل کیا ہے اور اس سے فائدہ اٹھا رہا ہے۔ بہت سی ایسی بیماریاں ہیں جن کو ایک وقت میں انسان اپنی جہالت کی وجہ سے قریباً لاعلاج سمجھتا تھا اور اب طب کی اور شاخوں نے بھی اور ہومیو پیتھک نے بھی سانپ کے زہروں سے ایسی ادویہ بنائی ہیں جو ایسے مریضوں کو بہت فائدہ دیتی ہیں۔ اسی طرح مکھی ہے جو کہ ہر وقت تنگ کرتی ہے لیکن مکھی میں انسان کے لئے فائدہ ہے۔ ایک موٹا فائدہ جو ہر ایک کو سمجھ آ جائے گا یہ ہے کہ بعض بچے ’’سوکھے‘‘ کے مریض ہوتے ہیں اور بچپن سے نہ ہڈی بڑھ رہی ہوتی ہے اور نہ اس کے اوپر گوشت ہوتا ہے اس کو پنجابی میں ’’سوکھا‘‘ کہتے ہیں۔ ایسے مریضوں کو اگر مکھی کسی چیز میں لپیٹ کر کھانے کے لئے دی جائے اور وہ اس کو ہضم کر لیں تو یہ ’’سوکھے‘‘ کی بیماری کا علاج ہے اور یہ تو ایک فائدہ ہے اس کے اندر اور بہت سے فوائد ہیں۔

پس تمام اشیاء خدا تعالیٰ کی صفات سے اثر قبول کر رہی ہیں اور جس غرض کے لئے ان کو پیدا کیا گیا ہے (کہ وہ انسان کی خدمت کریں) اس غرض کو وہ پورا کر رہی ہیں اور اس طرح یہ ظاہر کر رہی ہیں کہ خدا تعالیٰ صرف بادشاہ ہی نہیں بلکہ قدوس بھی ہے کیونکہ دنیا کی تمام اشیاء جو بے حد و بے شمار ہیں ان کا اثر انسان پر نیک اور پاک اور مفید ہے گندہ اور مضر نہیں ہے۔ اس لئے جس چشمہ سے وہ نکلی ہیں اس پر بھی اعتراض نہیں کیا جا سکتا اپنے ان اثرات سے وہ یہ ظاہر کر رہی ہیں کہ خدا تعالیٰ پاک ہے یہ ان کی زبان ہے۔ قرآن کریم نے دوسری جگہ کہا ہے کہ ہر چیز اس کی حمد کر رہی ہے اور اس کی تسبیح کر رہی ہے لیکن تم ان کی آواز کو نہیں سمجھ سکتے اور ایک آواز یہی ہے۔ پتا نہیں اور کتنی آوازیں خدا تعالیٰ نے ان کو دی ہیں۔ پس جیسا کہ خدائے قدوس نے کہا تھا تمام اشیاء انسان کی خدمت پر لگی ہوئی ہیں اور دنیا کی کوئی چیز ایسی نہیں ہے جس سے انسان خدمت نہ لے سکے اور صحیح ذاتی خاندانی اور علاقائی خدمت اور بنی نوع انسان

کی خوشحالی اور اس کے اطمینان اور اس کی ترقیات کے لئے ان اشیاء کو کام میں نہ لگایا جا سکے۔

خدا تعالیٰ عزیز ہے اور دنیا کی کوئی طاقت ایسی نہیں کہ جو کام خدا تعالیٰ کرنا چاہے اس کے راستہ میں وہ روک بن سکے۔ ویسے تو قرآن کریم کی آیات کی تفسیر کے ہزار ہا پہلو ہیں لیکن اس سلسلہ میں ایک پہلو جو بہت نمایاں ہے یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی صفات کے علاوہ کسی اور کا مثلاً شیطان کا اثر قبول کرے ایسی کوئی چیز نہیں ہے۔ انسان کو ایک تنگ دائرے میں خدا تعالیٰ نے آزادی دی ہے مگر اس کی حفاظت کے لئے اور اس کو خدا کی طرف واپس لانے کے لئے بڑا عظیم انتظام بھی کیا ہے۔ حکم اسی کا چلتا ہے اور اس یونیورس میں اس عالمین میں اس کے جو احکام جاری ہیں جب ہم ان پر غور کرتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ ہر حکم خواہ چھوٹا ہو یا بڑا وہ بڑی حکمتوں والا ہے۔ پس خدا تعالیٰ **العزیز الحکیم** ہے۔ یہ نہیں کہ وہ صرف عزیز ہے اور حکیم نہیں بلکہ وہ عزیز بھی ہے اور حکیم بھی ہے۔

دنیا کا یہ نقشہ پیش کر کے خدا تعالیٰ نے ہمیں بتایا کہ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ یُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ دنیا کی ہر چیز خدا تعالیٰ کی تسبیح کر رہی ہے اور اس کی بزرگی کو ثابت کرنے میں لگی ہوئی ہے۔ جو کچھ خدا تعالیٰ نے پیدا کیا وہ اس کا فعل ہے۔ اس نے اپنی قدرتِ کاملہ سے ان اشیاء کو پیدا کیا اور ان پر اپنی صفات کے جلوے ظاہر کئے اور ہر مخلوق میں، ہر شے میں جو اس نے پیدا کی اس نے بے حد و حساب خواص پیدا کر دیئے۔ زمانہ تو ہمارے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔ خدا تعالیٰ تو بالائے زمانہ ہے جیسا کہ وہ لامکان ہے۔ سو سال پہلے گندم کے دانے میں جو خواص تھے ان سو سالوں کے اندر پتا نہیں ان میں کیا فرق پڑ گیا ہے اور صفاتِ باری نے ان کے اندر کیا تبدیلی پیدا کر دی ہے۔ یہ علیحدہ مضمون ہے بہرحال یہاں خدا تعالیٰ نے اعلان کیا ہے کہ اس کی صفات اس عالمین کی ہر شے میں نظر آ رہی ہیں اور ہر چیز یہ بتا رہی ہے کہ بادشاہت خدا ہی کی ہے اور ہر چیز یہ ثابت کر رہی ہے کہ خدائے واحد و یگانہ کی بادشاہت بڑی پاکیزہ بادشاہت ہے اور یہ کہ خدا تعالیٰ عزیز ہے، غالب ہے کوئی اس کی بات کو رد نہیں کر سکتا اور جو اس نے انسان کو آزادی دی ہے وہ بھی اسی کے حکم اور منشا سے ہے اور یہ کہ اس کے احکام پُر حکمت ہیں۔ یہاں پہنچ کر خدا نے عجیب اور

شاندار جوڑ ملا دیا۔ اس کا ہر حکم اپنے اندر حکمتیں رکھتا ہے تو اس نے انسان کو جو آزادی دی اس میں بھی کوئی حکمت ہونی چاہیئے۔

فرمایا هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّنَ رَسُولًا مِّنْهُمْ کہ اگر انسان کو آزاد بنایا جاتا اور اس کی حالت ویسی ہی ہوتی جیسی کہ ایک فاختہ کی ہے یا ایک باز کی ہے یا ایک درخت کی ہے یا ایک ہیرے کی ہے تو پھر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ضرورت نہیں تھی۔ پس خدا تعالیٰ نے جو یہ سارا کارخانہ بنایا اور اعلان کیا کہ یہ اس غرض سے بنایا ہے کہ وہ انسان کی خدمت کرے اس میں حکمت یہ ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم جیسا وجود پیدا کرنا مقصود تھا۔ پس هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّنَ رَسُولًا مِّنْهُمْ میں بتایا کہ خدا تعالیٰ نے اپنی عظمت و شان اور اپنی بادشاہت اور اپنی قدوسیت کا اور اپنے عزیز اور حکیم ہونے کا یہ نشان ظاہر کیا کہ ایک اُمّی قوم جو پڑھ نہیں سکتے تھے اور دنیوی لحاظ سے بالکل جاہل تھے ان کے اندر ایک ایسا وجود پیدا کر دیا کہ جس کی قیمت دنیا جہان بھی نہیں ہے وہ سب سے زیادہ قیمتی وجود ہے۔

اس دوسری آیت میں پہلی آیت کے ساتھ ساتھ چلنے والے دو اور سلسلوں کا ذکر کیا گیا ہے جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ایک محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ہے اور دوسرے وہ کتاب جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم لے کر آئے یعنی قرآن کریم۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اس طرح کہ انسانوں میں سے صرف آپ ہی ہیں جو صفاتِ باری تعالیٰ کے مظہر اتم ہیں۔ چنانچہ کوئی انسان ایسا نہیں جو خدا تعالیٰ کی مِلک ہونے کی صفت کا اس شان کے ساتھ مظہر بنا ہو جیسے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم بنے۔ اللہ تعالیٰ کی بادشاہت کی صفت، مِلک ہونے کی صفت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود میں اور آپ کی ذات میں اتم طور پر ظاہر ہوئی اور چمکی۔ پھر آپ کے وجود میں پاکیزگی کی بھی انتہا نہیں یعنی قدوس ہونے کی صفت کے بھی محمد صلی اللہ علیہ وسلم مظہر اتم ہیں اور آپ کی ساری زندگی پاک اور پاک کرنے والی ہے اور جب میں ساری زندگی کہتا ہوں تو میری مراد ہر دو زندگیوں سے ہے یعنی جسمانی زندگی بھی اور روحانی زندگی بھی جو کہ قیامت تک ممتد ہے اور پاکیزگی کے لحاظ سے انسان پر جو مُردنی چھا جاتی ہے اور وہ مردہ ہو جاتا ہے آپ کی زندگی اس مردنی کو زندگی اور

طاقت کے اندر تبدیل کرنے والی ہے اور جہاں تک انسان کے اخلاق اور انسان کے معاشرہ اور اس کے تمدن اور اس کی اقتصادیات اور اس کے علوم اور اس کی زندگی کے ہر شعبہ کا تعلق ہے۔ اگر انسان نے فلاح و بہبود کی زندگی گزارنی ہو تو حکم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی چلتا ہے۔ جو تعلیم آپ لے کر آئے اس سے پرے ہٹ کر انسان کو نہ کوئی سکھ اور چین نصیب ہوا نہ ہوسکتا ہے اس پر میں اپنے بیرونِ ملک کے دوروں میں بھی روشنی ڈال چکا ہوں عیسائیوں کو میں بڑی وضاحت کے ساتھ سمجھاتا تھا کہ تمہاری عقلیں اور تمہارے مذاہب تمہارے مسائل حل کرنے میں ناکام ہو چکے ہیں۔ اگر تم اپنے مسائل حل کرنا چاہتے ہو تو وہ جس کو خدا نے صفتِ عزیز کا مظہرِ اتم بنایا ہے اس کے سائے تلے آ جاؤ۔ تمہاری ساری تکلیفیں دور ہو جائیں گی۔ ویسے ان کو سمجھانے کے لئے میں الفاظ ان کی عقل کے مطابق ہی استعمال کرتا ہوں اور آپ احمدیوں کی عقل ماشاء اللہ بہت بڑی ہے۔ آپ کو سمجھانے کے لئے آپ کی سمجھ کے مطابق الفاظ استعمال کرتا ہوں۔ جب میں ان سے بات کرتا ہوں تو وہ میری بات سمجھ جاتے ہیں اور مجھے امید ہے کہ جب میں آپ سے بات کرتا ہوں تو آپ میری بات سمجھ جاتے ہیں۔ پھر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا کوئی پہلو ایسا نہیں جو بغیر حکمت کے ہو۔ ہر پہلو میں ہمیں حکمت نظر آتی ہے ورنہ اگر یہ حکمت نہ ہوتی، اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم خدا تعالیٰ کی صفتِ حکیم کے مظہرِ اتم نہ ہوتے تو آپ امتِ محمدیہ کو جس کا زمانہ قیامت تک ممتد ہے کبھی سنبھال ہی نہ سکتے۔ یہ فقرہ کہنا آسان ہے لیکن اس کا سمجھنا مشکل ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی قوتِ قدسیہ قیامت تک فیض رساں ہے اور اپنے اثر کے لحاظ سے اور اپنے فیوض کے لحاظ سے اس کا زمانہ قیامت تک ہے۔

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی ساری ہی صفات کے مظہرِ اتم ہیں لیکن یہاں قرآن کریم میں جو مضمون بیان ہوا ہے اس میں چار بنیادی صفات کا ذکر کیا گیا ہے۔ آپ ان چاروں صفات کے بھی مظہرِ اتم ہیں۔ آپ کے وجود کی ہر حرکت اور ہر سکون نے یہ ثابت کیا کہ خدا تعالیٰ بڑا بزرگ، ہر عیب سے پاک، ہر نقص سے پاک اور تمام اسمائے حسنہ سے متصف ہے اور تمام تعریفیں اسی کی طرف جاتی ہیں۔ يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ کا ثبوت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود نے اور آپ کی معمور الاوقات زندگی نے دیا ہے آپ

نے بھر پور زندگی گزاری اور اس زندگی کا کوئی پہلو ایسا نہیں جو یہ ثابت نہ کرتا ہو کہ واقعہ میں اللہ تعالیٰ ان چاروں صفات کا مالک ہے جن کا یہاں ذکر کیا گیا ہے۔ يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ کے ثبوت کے لئے اللہ تعالیٰ نے جو دوسرا سلسلہ بیان کیا ہے وہ قرآن کریم ہے یعنی وہ تعلیم جو آپ لے کر آئے۔ چنانچہ فرمایا يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ کہ وہ تعلیم خدا تعالیٰ کے احکام بتاتی ہے اور یہ اس کے مَلِک ہونے کے مقابلہ میں ہے۔ خدا تعالیٰ بادشاہ ہے اور بادشاہ کے احکام جاری ہوتے ہیں اور قرآن کریم نے وہ تمام احکام الٰہی بیان کئے ہیں۔ دنیا کی پیدائش اللہ تعالیٰ کا فعل ہے اور قرآن کریم اللہ تعالیٰ کا قول ہے۔ بعض بیوقوف کہتے ہیں کہ مذہب اور سائنس کی لڑائی ہے۔ ایک ہی ہستی کا قول اور اس کا فعل آپس میں کیسے لڑ سکتے ہیں؟ جو اس نے کیا اور جو اس نے کہا وہ متضاد ہو ہی نہیں سکتے۔ ایسا خیال کرنا بھی نامعقول بات ہے یہ کائنات جو خدا تعالیٰ نے پیدا کی یہ اس کا فعل ہے اور جس طرح خدا تعالیٰ کے فعل میں ہمیں اس کی یہ صفات نظر آتی ہیں کہ وہ بادشاہ ہے وہ قدوس ہے، وہ عزیز ہے اور غالب ہے اور وہ حکیم ہے اسی طرح قرآن کریم جو اس کا قول ہے اس میں بھی ہمیں یہ صفات نظر آتی ہیں۔ خدا تعالیٰ کی بادشاہت کے ساتھ تعلق رکھنے والے تمام احکام ایک کامل اور مکمل شریعت کے رنگ میں انسان کو دیئے گئے۔ خدا تعالیٰ کا حکم کائنات میں چلتا ہے۔ يَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ (النحل:۵۱) جو خدا نہیں کہتا ہے وہی کرتے ہیں لیکن کائنات کا ایک حصہ جو آزاد رکھا گیا تھا اس کی ہدایت کے لئے بھی اللہ تعالیٰ نے سامان پیدا کیا۔ اس نے انسان کو کہا کہ تیری مرضی ہے تو اس پر عمل کر اور تیری مرضی ہے تو نہ کر۔ لیکن اس کے لئے یہ کہنے کی ذرہ بھر گنجائش نہیں چھوڑی کہ اے خدا! جس طرح تو نے اس عالمین میں اپنے کامل حکم کے ساتھ خلق کا سلسلہ قائم کیا اور پیدائش کی اور اپنی صفات کے جلوے ان کے اندر رکھے۔ اسی طرح تو نے ہمارے لئے ایک کامل کتاب کیوں نہیں بھیجی بلکہ جب انسان اس کا حامل ہونے کے قابل ہو گیا تو ایک کامل کتاب اس کو دے دی گئی يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ اور جس طرح بادشاہ کے احکام ہوتے ہیں اسی طرح انسان کی ہدایت کے لئے اس کی بہبود کے لئے اس کی دنیوی اور اخروی ہر دو قسم کی ترقیات کے لئے وہ تمام احکام جن کی ضرورت تھی کامل

طور پر اس قرآنِ عظیم میں موجود ہیں جسے محمد صلی اللہ علیہ وسلم لے کر آئے۔ پس خدا تعالیٰ کی مِلک ہونے کی صفت اس کے فعل میں بھی ظاہر ہوئی اور اس کے قول میں بھی ظاہر ہوئی اور یہاں قرآن کریم میں، اس کے قول میں يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ میں اس طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خدا تعالیٰ کی تمام صفات کے مظہر اتم ہیں۔ اور آپ کے علاوہ ہر انسان نے اپنی اپنی طاقت اور استعداد کے مطابق خدا تعالیٰ کی صفات کا رنگ اپنی صفات میں پیدا کرنا ہے۔ اپنی استعداد سے زیادہ تو وہ نہیں کرسکتا۔ پس جب یہ کہا کہ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ تو اس میں یہ اعلان کیا کہ دیکھو محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو شریعت لے کر آئے ہیں اس میں تمہارے لئے یہ انتظام کیا گیا ہے کہ تم اپنی استعداد کے مطابق خدا تعالیٰ کی مِلک ہونے کی صفت کے زیادہ سے زیادہ مظہر بن سکتے ہو۔

پھر خدا تعالیٰ کی قدوس ہونے کی، پاکیزہ ہونے کی جو صفت ہے وہ يُزَكِّيْهِمْ میں ظاہر ہوئی۔ یہ تو موٹی بات ہے ہر ایک کو سمجھ آ جائے گی کیونکہ یہ معنی کے لحاظ سے برابر ہیں۔ وہاں قدوس ہے اور یہاں يُزَكِّيْهِمْ ہے۔ يُزَكِّيْهِمْ میں یہ بتایا گیا ہے کہ خدا تعالیٰ پاک ذات ہے اور اس تعلیم پر عمل کر کے تم بھی اپنی استعداد کے مطابق زیادہ سے زیادہ طہارت اور پاکیزگی حاصل کر سکتے ہو۔

وَ يُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ اور تم خدا تعالیٰ کی عزیز ہونے کی صفت کے مظہر اتم بن سکتے ہو۔ خدا تعالیٰ کے اس قول قرآن میں یہ سامان پیدا کیا گیا ہے۔ يُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ عزیز کے مقابلہ میں آیا ہے۔ پس خدا تعالیٰ جو غالب ہے تم اس کے مظہر اتم بن سکتے ہو۔ قرآن کریم میں ایک اور جگہ یہ مضمون بیان ہوا ہے جو بہتوں کو سمجھ آ جائے گا۔ چنانچہ فرمایا اَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ (ال عمران:۱۴۰) کہ تم ہی غالب رہو گے۔ یہ اَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ کیا بتا رہا ہے یہی کہ تم خدا تعالیٰ کی اس صفت کے مظہر بن سکتے ہو کہ وہ عزیز ہے اور کوئی اس کے مقابلے میں نہیں ٹھہر سکتا۔ وہ عزیز اور غالب ہے اور کوئی نہیں جو اس کے منصوبوں کو ناکام کر سکے۔ اَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ تم بھی یہ صفت اپنے اندر پیدا کر سکتے ہو کہ تم پر کوئی غالب نہ آئے اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ بشرطیکہ تم قرآن کریم کی ہدایت کے تقاضوں کو پورا کرنے والے ہو۔

وَالْحِكْمَةَ یہ بھی لفظی طور پر خدا تعالیٰ کی صفت حکیم کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ قرآن کریم کی شریعت انسان کو اس کی قوت اور استعداد کے مطابق خدائے حکیم کی صفت حکیم کا مظہر بنانے کے لئے دنیا کی طرف مبعوث ہوئی ہے۔ اس سے بہت سے مسائل حل ہوتے ہیں اور بہت سی باتیں سامنے آتی ہیں ایک یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کے فعل اور قول میں تضاد نہیں ہے اور مخالفت نہیں ہے اور نہ ہوسکتی ہے۔ ایک تو عقلاً ان میں تضاد نہیں ہوسکتا اور دوسرے حقیقتاً نہیں ہے کیونکہ اگر خدا تعالیٰ کے فعل میں اور اس کے قول قرآن کریم میں تضاد ہوتا تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم قرآن کریم پر عمل کر کے خدا تعالیٰ کی صفات کے مظہر اتم نہیں بن سکتے تھے۔ خدا تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ میں یہ نشان دکھایا کہ آپ کا صفاتِ باری کا مظہر اتم بن جانا اس بات کا ثبوت ہے کہ خدا تعالیٰ کے فعل اور اس کے قول میں کوئی تضاد نہیں ہے اور ہمیں یہ کہا گیا ہے کہ تم شیطانی وساوس کو اپنے دل سے نکال کر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلو تو تم بھی اپنی قوت واستعداد کے مطابق خدا تعالیٰ کی صفت کے مظہر بن جاؤ گے اور ہر وہ شخص جو قرآنی تعلیم پر عمل کر کے اور اسوۂ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کر کے خدا تعالیٰ کی صفات کا مظہر بنتا ہے وہ اس بات کا ثبوت ہے کہ خدا تعالیٰ کے فعل اور اس کے قول میں کوئی فرق نہیں ہے۔ کوئی تضاد نہیں ہے، کوئی اختلاف نہیں ہے۔

ایک اور بات جو نمایاں ہو کر سامنے آتی ہے یہ ہے کہ انسان کی ہدایت کے لئے مرکزی نقطہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ہے اس لئے یہ تخیل کہ پہلے بزرگ اور انبیاء آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آزاد رہ کر ہدایت یافتہ تھے میرے نزدیک درست نہیں۔ کوئی نبی جو آپ سے پہلے گزرا یا کوئی ولی یا صالح یا خدا تعالیٰ کا محبوب اور پیارا ایسا نہیں ہے جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت سے علیحدہ ہو کر اور آزادانہ مستقل حیثیت میں ہدایت یافتہ ہوا ہو۔ انہی معنوں میں یہ کہا گیا ہے کہ آدم ابھی معرضِ وجود میں بھی نہیں آیا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء کا مقام عطا کیا گیا تھا۔ اسی طرح یہ ثابت ہوا کہ خدا تعالیٰ کی صفات کا مظہر بننے کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کے انسان کو بھی اپنی استعداد کے مطابق قرآن کریم کی ہدایت کی ویسی ہی ضرورت تھی جیسی کہ بعد والوں کو ضرورت ہے اور اس سے یہ ثابت ہوا کہ

چونکہ پہلوں کو قرآن کریم کا ایک حصہ دیا گیا تھا اس لئے پہلوں میں خدا تعالیٰ کی صفات کا مظہر بننے کی اس قدر قوت واستعداد نہیں تھی جتنی قوت واستعداد اللہ تعالیٰ کے فضل نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی کمال قوت قدسیہ کے نتیجہ میں امتِ مسلمہ میں پیدا کر دی اور بھی بہت سے نتائج نکلتے ہیں۔ آپ سوچ لیں۔

غرض ان آیات میں ایک بڑا عظیم مضمون بیان ہوا ہے جو کہ تین سلسلوں پر مشتمل ہے۔ میں نے وہ مختصراً بیان کر دیا ہے۔ میری خواہش یہی ہوتی ہے کہ میں اس طرح بیان کروں کہ آپ خود بھی سوچنے پر مجبور ہو جائیں اور سوچیں۔ خدا تعالیٰ آپ کو اس کی توفیق دے اور آپ کی سوچ کا نتیجہ صحیح ہو اور اس ہدایت کے مطابق ہو جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے لئے لے کر آئے۔ (آمین)

(روزنامہ الفضل ربوہ ۱۰؍مئی ۱۹۷۹ء صفحہ ۲ تا ۶)